نماز و روزے کی نیت کی حقیقت

روزے کی نیت کے لئے "وبصوم غد نویت من شہر رمضان"
کے الفاظ بھی من گھڑت ہیں، شریعت میں انکی کوئی حقیقت نہیں

نماز کی نیت کے لئے زبان سے جو الفاظ مروجہ طور پر ادا کئے جاتے ہیں وہ کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں

تحریر :- محمد عاقل - جدہ   المرسل :- خادم حسین پردیسی - جدہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اور انسان کو اسکی نیت ہی کی وجہ سے اجر ملتا ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انما الاعمال بالنیات" (صحیح بخاری، مسلم)۔

نیت دل کے قصد اور ارادہ کو کہتے ہیں اور کسی بھی عمل سے پہلے اسکی نیت بے حد ضروری ہے۔ نیت ہی کی وجہ سے کوئی بھی عمل اس لائق ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے یہاں مقبول ہو اور اسکی اہمیت اسی طرح سے ہے جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی۔ جس طرح سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر کوئی بھی نماز قبول یا مکمل نہیں ہوتی۔ اسی طرح سے نیت کے صحیح نہ ہونے کی وجہ سے عمل برباد ہو جاتا ہے اور مسلمان مشقت کے باوجود اپنے عمل سے وہ نہیں حاصل کر سکتا جو اسے کرنا چاہیئے، یعنی اللہ تعالی کی رضا اور اجر و ثواب۔

مسلمانوں میں جہاں مہینوں اور دنوں کی نسبت سے کئی بدعتوں نے جنم لیا ہے۔ بالکل اسی طرح عبادات میں بھی بدعتوں نے گھر کر لیا ہے اور شیطان نے نماز روزہ تک کو خراب و برباد کرنے کی چال چلی ہے۔ مسلمانوں میں ایسی دعائیں پھیلا دی ہیں کہ انہیں یاد کئے یا پڑھے بغیر ایک آدمی اپنا عمل یا عبادت نامکمل سمجھتا ہے مثلاً یہ الفاظ نماز سے پہلے کہے جاتے ہیں اللھم انی نویت ان اصلی الظھر اربع رکعات حاضراً لوجھک الکریم " یعنی میں نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز فرض کے وقت ظہر کا پیچھے اس امام کے اور منہ میرا قبلہ کی طرف۔

مذکورہ الفاظ کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں نہ کسی صحیح سند سے اور نہ ضعیف نہ مرسل، غرض ایک لفظ بھی کسی طرح سے ثابت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا معمولی سے معمولی عمل بھی محدثین نے ذکر کیا ہے لیکن یہ الفاظ کسی سے مروی نہیں۔ ان الفاظ کی ادائیگی نماز سے قبل سراسر بدعت ہے سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز حفظہ اللہ مفتی اعظم مملکت سعودی عرب نماز سے قبل زبان سے نیت کرنے کو صریح بدعت فرماتے ہیں اور ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سماحۃ الشیخ نے سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۶ تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ "اللہ تعالی فرماتا ہے (قل اتعلمون اللہ بدینکم۔ واللہ یعلم ما فی السموات والارض واللہ بکل شیئ علیم کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ تعالی کو اپنی دین داری سے آگاہ کر رہے ہو۔ اللہ ہر اس چیز سے واقف ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور یہ

درحقیقت اللہ تعالیٰ کو اپنا دین جتانا ہے کہ اسکا بندہ اسی سے کہے کہ میں تیرے لئے ہی نماز پڑھ رہا ہوں اور اے اللہ دیکھ لے ظہر کا وقت ہو گیا ہے جیسا کہ صرف اسے ہی علم ہو اور جسکی وہ عبادت کر رہا ہے اسے علم نہ ہو۔ گویا کہ ہر لفظ اس میں ایسا ہے جیسے کسی کو کسی بات کا علم نہ ہو اور وہ اسے جتانا چاہتا ہو۔ قبلہ کی طرف رخ ہونا امام کا بھی مسجد میں [illegible] ایک آگے نہیں بلکہ پیچھے ہوں۔

ہندوستان میں ایک بڑا عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ بنارس میں مولانا ابو القاسم سیف بنارسی ایک مسجد میں عصر کی نماز کے لئے گئے۔ مولانا کو امامت کا موقع ملا تو مولانا نے دیکھا ہر شخص نیت کے الفاظ پڑھ رہا ہے جب مولانا نے یہ دیکھا تو خود انہوں نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا کہ میں نیت کرتا ہوں اس نماز کی بحیثیت امام منہ میرا قبلہ کی طرف اور آسمان کی طرف میرا سر، پیر میرے زمین پر دائیں طرف عبدالستار کے اور بائیں طرف ایک ایسا آدمی ہے جسے میں نہیں جانتا۔ اللہ اکبر

مقتدیوں کو یہ الفاظ سن کر بڑی حیرت ہوئی کیونکہ اس سے پہلے یہ الفاظ انہوں نے کبھی نہیں سنے تھے۔ لہذا مولانا سے سلام کے فوراً بعد پوچھنا شروع کر دیا۔ مولانا نے کہا کہ بھئی میں نے تو آپ لوگوں کو ایسے ہی الفاظ کہتے ہوئے سنا تھا۔ چونکہ یہ الفاظ مجھے ادھورے لگے اس لئے میں نے سوچا کہ مکمل طور پر کچھ کہا جائے۔ نمازی کہنے لگے کہ جناب ان الفاظ کی [illegible] ہے۔ مولانا کہنے لگے کہ حضور میرے پاس کوئی دلیل تو نہیں ہے لہذا میں آج کے بعد انہیں نہیں کہوں گا لیکن کیا آپ حضرات کے پاس ان الفاظ کی کوئی دلیل موجود ہے جو آپ نیت کرتے وقت ادا کرتے ہیں۔ پتہ یہ چلا کہ دوسرے فریق کے پاس بھی کوئی دلیل نہیں اس واقعہ کے بعد مسجد کے تمام نمازیوں نے توبہ کی اور یہ مروجہ الفاظ کہنے چھوڑ دیئے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ یہ الفاظ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے ہیں تو اس آدمی سے توبہ کرائی جائے اور اگر وہ باز نہ آئے تو اسے قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے نبی علیہ الصلوۃ و السلام پر جھوٹ کو منسوب کیا ہے! (لقاء مع شیخ السدلان)

اسی طرح سے روزہ کی نیت کی بھی حالت ہے جس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے اور نہ ہی حدیث میں، برصغیر میں چونکہ یہ الفاظ "وبصوم غدنویت من شہر رمضان" عربی میں لکھے ہوئے ہیں لہذا ہر شخص انہیں یاد کرنا عبادت سمجھتا ہے۔ اور ان الفاظ کی ادائیگی کے بغیر روزہ ادھورا سمجھا جاتا ہے جبکہ یہ بھی صریح بدعت ہے جو لوگ عرب ممالک میں مقیم ہیں اگر وہ اسکے ترجمہ پر غور کریں تو آسانی سے انکی حقیقت کو جان سکتے ہیں۔ عربی زبان میں غد آنے والے دن یعنی کل کو کہا جاتا ہے اور چاند کی تاریخیں مغرب کے بعد بدلتی ہیں۔ لہذا پہلے رمضان کو اگر ہم سحری کے وقت یہ الفاظ ادا کریں تو ذرا سوچئے کہ ہم کس دن کی نیت کریں گے۔ پہلے روزہ کی یا دوسرے کی۔۔۔؟ گویا کہ ہر روزہ نیت غلط ۔۔۔ عام آدمی یہ سوچتا ہے کہ اسی دن کی نیت کر رہا ہے لیکن عملاً ۔۔۔؟

یہ من گھڑت الفاظ ہیں انکی کوئی حقیقت شریعت میں نہیں۔ بدعت کو فروغ دینے والوں نے اب ان الفاظ میں ترمیم کر دی ہے اور لفظ غدا کو الیوم سے بدل دیا ہے تاکہ اعتراض نہ کیا جاسکے۔۔۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت تھے تو انکو بدلنے کی اجازت کس نے دی؟ کیا احادیث میں وارد